

س۔ ۱۔ قیام پاکستان کے اغراض و مقاصد بیان کریں۔ یا مطالبہ پاکستان کے اسباب یا وجہات بیان کریں۔

جواب:

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی مثل جوئے کم آب  
اور آزادی میں بھر بکراں ہے زندگی

پس منظر:

بر صغیر میں مسلمانوں نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اس فرق کو واضح طور پر بمحض کر لیا تھا جو مسلمانوں اور ہندوؤں میں بالخصوص تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، نمہیں اور سیاسی پہلوؤں کے اعتبار سے موجود تھا۔ اسلام نے آغاز سے ہی بر صغیر میں اپنی قطبی حیثیت کو پرقرار رکھا۔ اور ہندو مت کا اثر قبول نہ کیا۔ محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کر کے مسلمان حملہ آوروں کی راہ ہموار کی۔ سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری نے اسلامی سلطنت کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔ قطب الدین ایوب نے ۱۲۰۶ء میں اسلامی سلطنت کی مستقل پنجاب کی جو کسی طرح ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک قائم رہی۔ جنگ آزادی کے بعد بر صغیر کے مسلمانوں نے نہ صرف اگریزوں کی غلامی ہلکہ ہندوؤں کے ساتھ رہنے سے بھی الکار کرتے ہوئے پاکستان کا مطالبہ کیا۔ ان کا یہ مطالبہ بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو شرمندہ تحریر ہوا۔ یوں پاکستان کا قیام بسویں صدی کا اہم ترین واقعہ بن گیا۔

### قیام پاکستان کے اغراض و مقاصد:

پاکستان کے قیام کے کئی اغراض و مقاصد تھے۔ جن میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

- |                                     |                              |
|-------------------------------------|------------------------------|
| ۱۔ اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش    | ۲۔ اسلامی معاشرے کا قیام     |
| ۳۔ اللہ تعالیٰ کی حاکیت کا تحفظ     | ۴۔ دو قوی نظریہ کا تحفظ      |
| ۵۔ اسلامی جمہوری نظام کا نفاذ       | ۶۔ اور دوزہاں کا تحفظ و ترقی |
| ۷۔ مسلم تہذیب و ثقافت کی ترقی       | ۸۔ مسلمانوں کی آزادی         |
| ۹۔ مسلمانوں کی سیاسی و معاشرتی ترقی | ۱۰۔ مسلمانوں کی معاشی بہتری  |
| ۱۱۔ فرقہ دارانہ فسادات              | ۱۲۔ ہندوؤں کے تعصّب سے نجات  |
| ۱۳۔ کا گھر لیں سے نجات              | ۱۴۔ رام راج سے نجات          |
| ۱۵۔ اگریزوں سے نجات                 | ۱۶۔ تاریخی ضرورت             |
| ۱۷۔ پرامن فنا کا قیام               | ۱۸۔ اسلام کا قلعہ            |
| ۱۹۔ ملی یا قومی اتحاد               | ۲۰۔ اتحادِ عالم اسلام        |

### ۱۔ اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش:

قیام پاکستان کا اہم مقصد اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ بر صغیر میں مسلمانوں کی حکومت کے خاتمے کے بعد ہی مسلمانوں کے دلوں میں یہ

خواہش بیدار ہو گئی کہ مخفیں بر صیر میں معبوط اسلامی ریاست قائم کرنا ہو گی۔

قائد اعظم نے 8 مارچ 1944ء کو مسلم علی گزٹھ یونیورسٹی کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”پاکستان کے مطالبے کا غریب کیا تھا؟ اور مسلمانوں کے لئے ایک جد اگاثہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟

تعمیم ہند کی ضرورت کیوں ٹھیں اُنی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی بحکم نظری ہے نہ انگریزوں کی

چال، یہ اسلام کا بھیادی مطالبہ ہے۔“

## ۲۔ اسلامی معاشرے کا قیام:

بر صیر میں انگریزوں نے مغربی معاشرتی نظام کو راجح کیا۔ صد یوں سے ہندو قوم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بر صیر کے مسلمان شوری یا غیر شوری طور پر اسلامی تعلیمات سے دور ہو رہے تھے۔ اسلامی معاشرے کی بھیادا خوت، مساوات، عدل و انصاف، باہمی تعاون اور ررواداری چیزیں اصولوں پر رکھی گئی ہیں۔ صحیح معنوں میں اسلامی معاشرے کی تکمیل اُسی صورت میں ممکن تھی کہ مسلمانوں کی اپنی آزادی اور خود مختاری ریاست ہو۔ جہاں وہ اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکتیں۔ قائد اعظم نے 1944ء کو طلباء کے ایک دفعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہمارا رہنماء اسلام ہے اور سبھی ہماری زندگی کا ضابطہ حیات ہے۔“

— میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

## ۳۔ اللہ تعالیٰ کی حاکیت:

اسلام کے نزدیک اقتدار علی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی براہمنی کے لئے قرآن کی کل میں ایک ضابطہ حیات حفاظ فرمایا ہے کہ وہ اس پر عمل کر کے ایک ایسی ریاست کی تکمیل کریں جو خدا اور اس کے رسول گی بala دستی کو تسلیم کرے۔ اسلامی ریاست کا قیام بر صیر کے مسلمانوں کی بھی شدید آزادی کی طرز حکومت کیا ہو گا۔ پاکستان کے طرز حکومت کا تین

”مجھ سے اکثر یوچا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہو گا۔ پاکستان کے طرز حکومت کا تین

کرنے والا میں کون ہوں۔ میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال پہلے

قرآن نے واضح کر دیا تھا۔“

— یہ ساری کاوشیں تھیں دین کی، ایمان کی خاطر

ہزاروں کلنتیں تھیں۔ ایک پاکستان کی خاطر

یہ مقصد تھا یہاں اسلام کا فرمان ہو جاری

کمل طور پر اس ملک میں قرآن ہو جاری

## ۴۔ اسلامی جمہوری نظام کا نفاذ:

ہندو بر صیر میں جمہوریت کے نام پر آزادی کی تحریک چلارہے تھے۔ لیکن ان کے 3 ہن میں پارلیمانی جمہوریت کا تصور تھا جو اکثر ہمت

کی حکومت کا دوسرا نام ہے۔ برطانوی طرز جمہوریت کے مطابق بر صغیر میں ہندو راج قائم ہو جاتا اس ملنے پر طانوی انداز کی پارلیمانی جمہوریت بر صغیر کے لئے قطعاً موزوں نہ ہوتی۔ اس لئے مسلمان بر صغیر میں ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہئے تھے جو اسلام کے جمہوری نظام کے مطابق ہو۔ قائدِ عظم نے 27 مارچ 1947ء کو ارشاد فرمایا تھا:

”ہم نے جمہوریت کا سبق تیرہ سال پہلے حاصل کر لیا تھا۔“

۔ ۔ ۔ یہ اعجاز ہے ایک صحرائیں کا

بیشتری ہے آئینہ دار نذری

16 فروری 1948ء کو آپ نے ارشاد فرمایا:

”ہمیں اپنی جمہوریت کی بہیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہیں۔“

## 5۔ دو قومی نظریہ کا تحفظ:

ہندو تہذیب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ بر صغیر پر جتنی بھی قومیں جملہ آور ہوئیں، وہ مقامی تہذیب میں چوبی ہو کر اپنی طیحہ تو میہجان کو بیٹھیں۔ لیکن اسلام وہ پہلا مذہب اور نظام حیات تھا، جس نے 1000 سال ہندو تہذیب و ثقافت کے ساتھ زہر تھے ہوئے بھی اپنی طیحہ میہجان کو برقرار رکھا۔ اگر ہندوؤں کی حکومت قائم ہونے کے بعد بر صغیر کے مسلمان اپنی طیحہ تو میہجان کو نہ صرف برقرار رکھنا چاہئے تھے بلکہ اس کا مکمل تحفظ چاہئے تھے۔ کیونکہ ہندوؤں اور اگر ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کی طیحہ تو میہجان کو سخ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہندوؤں نے اکثر دو قومی نظریے کی خلافت شروع کر دی جو مسلمانوں کو قابل قبول نہ تھی۔ قائدِ عظم نے اس سلسلے 23 مارچ 1940ء کو ارشاد فرمایا:

”تو میت کی جو بھی تحریف کی جائے مسلمان اس تحریف کی رو سے ایک الگ قوم ہیں۔ لہذا اس

بات کا حق رکھتے ہیں کہ ان کی اپنی الگ مملکت ہو جہاں وہ اپنے عقائد کے مطابق معاشری،

معاشرتی اور سیاسی زندگی بسر کر سکیں۔ ہندو اور مسلم ہر جنہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ہم

اپنے مذہب، اپنی تہذیب و ثقافت، اپنی تاریخ، اپنی زبان، اپنے طرز تحریر، فنِ موسیقی، اپنے اصول و

قوانين، اپنی معاشرت اور اپنے لباس غرض کہ ہر انتبار سے مختلف ہیں۔“

۔ ۔ ۔ پرواز ہے دنوں کی اسی ایک جہاں میں

کر گس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

## 6۔ اردو زبان کا تحفظ و ترقی:

بر صغیر میں مسلمانوں کے دورے سے عربی، فارسی، ترکی، سُکرت اور کئی مقامی زبانوں کے میں جوں سے ایک نئی زبان اردو وجود میں آئی۔ اور جلد ہی یہ زبان مسلمانوں اور دیگر قوموں کے درمیان اشتراک اور رابطے کا ذریعہ نہیں۔ لیکن 1857ء جنگ آزادی کے بعد ہندوؤں نے اردو زبان کو مسلمانوں کی زبان قرار دے کر اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ 1867ء میں بہار میں سب سے پہلے اردو ہندی تازعہ شروع ہوا۔ اس کے بعد بر صغیر کے مختلف علاقوں میں ہندوؤں کی طرف سے اردو کی جگہ پر ہندی رائج کرنے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ اردو نہ صرف مسلمانوں کی قومی

پوکان بن پھی تھی بلکہ مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت، کے کئی اہم موضوعات کا اردو ترجمہ ہو چکا تھا۔ اس لیے مسلمان نہ صرف اردو زبان کی حفاظت کرنا چاہئے تھے۔ بلکہ اس کو فروغ دینا چاہئے تھے۔ جو طبیعت مسلم ریاست کے قیام کے بغیر ناممکن تھا۔

اب کا نہیں یہ ساتھ یہ صدیوں کا ساتھ ہے۔

تکمیلی ارض پاکستان میں اردو کا ہاتھ ہے۔

#### ۷۔ مسلم تہذیب و ثقافت کی ترقی:

بر صغیر میں مسلمان اسلامی تہذیب و ثقافت کے مل بوتے پر انہا جدا گانہ شخص اور الگ شاخات قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ اگر یہ نے اسلامی تہذیب و ثقافت کو ہندی تہذیب و ثقافت میں مدغم کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمان انہا وجہ کھود دیں۔ اس ہندی تہذیبی یا خارے سے مسلمانوں کو انہا جدا گانہ شخص خطرے میں نظر آنے لگا اور انکے لیے مسلم تہذیبی و ثقافتی درٹے کو بچانے کے لئے الگ وطن کا مطالبہ ضروری ہو گیا۔

قاائد اعظم نے فرمایا:

”اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تحقق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی نہیں کرتے، نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ میں واکاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں بلکہ اکثر ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ انسانی زندگی کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔“

#### ۸۔ مسلمانوں کی آزادی:

بر صغیر میں مسلمان صدیوں تک حکمران رہے۔ اگر یہوں کی بالادستی قائم ہوئی تو ہندو اور مسلمان دلوں غلامی کے ٹھنڈوں میں جکڑے گئے۔ مسلمان حریت پسند قوم ہیں۔ اس لئے ووکسی دوسری قوم کی غلامی کو قول نہیں کر سکتے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اگر یہوں کا اقتدار بر صغیر میں کافی کمزور ہو چکا تھا۔ گاندھی اور دیگر ہندو یہڈا اگر یہوں پر دباؤ کردار ہے تھے کہ وہ ہندوستان سے چلنے جائیں اور حکومت کا گھر نہیں کے پرد کر دیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے 1944ء میں ”ہندوستان چھوڑ دو“ تحریک کا آغاز کیا۔ جبکہ قائد اعظم نے مسلمانوں کے موقف کو واضح کرئے ہوئے نظرہ لگایا، تھیم کروا دیا اور چھوڑ دو۔ قائد اعظم نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا:

”ہمارے دلوں میں آزادی کے لیے بے بناہ تڑپ ہے۔ ہم برطانوی تسلط سے نجات حاصل کرنا

چاہتے ہیں اور اس بات پر کہی راضی نہیں ہو سکتے کہ ہمیں ہمیشہ کے لیے ہندوؤں کی غلامی اختیار

کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔“

#### ۹۔ مسلمانوں کی معاشی بہتری:

برطانوی حکومت نے ہندوستان میں مغربی معاشری نظام قائم کیا اور انہوں نے تجارت، صنعت، بیکاری اور دیگر شعبوں پر ہندوؤں کی اجازہ داری قائم کر دی۔ بڑے بڑے زمیندار، تاجر اور صنعت کار ہندو تھے۔ جبکہ مسلمانوں کو معاشری طور پر بہت بُلگ کیا جاتا تھا۔ ملازمتوں کا حصول مسلمانوں کے لیے قریباً قرباً ناممکن ہو چکا تھا۔ سودی کا روپا رکی وجہ سے مسلمان عطا کا فکار تھے۔ آزادی کی تحریک کا آغاز ہوا تو مسلمانوں میں

سوچ بیدا ہوئی کہ اگر یہ دل کے بعد تو ان کے معاشری حالات مزید بگز جائیں گے اور وہ مستقل طور پر ہندوسرمایہ داروں اور زمینداروں کے چکل میں پھنس جائیں گے۔ اس لیے انہوں نے معاشری ترقی کے لیے پاکستان حاصل کیا۔ یک جولائی 1948ء کو قائد اعظم نے شیش بک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے مغرب کے معاشری نظام کو یوں تنقید کا نشانہ بنایا:

”مغرب کا معاشری نظام انسانیت کے لیے ناقابل حل مسائل بیدا کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایسا معاشری نظام پیش کرنا ہے جو اسلام کے صحیح تصور مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو۔“

— بما نہ مان ذرا آزماء کے دیکھے اے

فرمگ دل کی خرابی خود کی معوری

#### ۱۰۔ مسلمانوں کی معاشرتی و سیاسی ترقی:

برصیر میں دو بڑی قومیں آباد تھیں۔ مسلمان اور ہندو دنوں قومیں معاشرتی اعتبار سے مختلف تھیں۔ مسلم معاشرہ اپنی علیحدہ پہچان رکھتا تھا۔ ان کی زبان، ثقافت، رسوم و رواج، تہذیب، لباس، رہنمائی، سیاسی نظام، اسلام پر قائم تھا۔ جبکہ ہندوؤں میں ذات پات کا نظام، رنگ و نسل اور اونچی نیچیتی سے چلی آ رہی تھی۔ 1857ء کی جگ آزادی کے بعد اگر یہ دل اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاشرتی قدروں اور سیاسی نظام کو منع کرنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں نے قائد اعظم کی قیادت میں بھرپور تحریک چلا کر پاکستان حاصل کیا۔

#### ۱۱۔ فرقہ وارانہ فسادات:

انیسویں صدی کے آخر میں ہندوؤں کی کئی انتہا پسند تحریکیں وجود میں آئیں۔ جن میں آریہ سماج، دیو سماج، شدھی اور سکھن بنیان رکھتے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے نے سکھن تحریک کا آغاز کرتے ہوئے ہندو جوانوں کو جنگی تربیت دے کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر دیا۔ یہ تحریکیں ایسا معمونی معاملات پر مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بناتیں۔ ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو زبردست ہندوستان سے بھرت کرنے پر مجبور کرنا یا خدا غواستہ اسلام کو چوڑ کر ہندو مت کو قبول کروانا تھا۔ اس لیے برصیر کے مسلمانوں نے ان فرقہ وارانہ فسادات سے بچنے کے لیے پاکستان حاصل کیا۔ اس سلسلے میں ہندو لیڈر راج گوپال اچاریہ نے اپریل 1942ء میں عینہ میلا دال لنجی کے موقع پر قیام پاکستان کے بارے میں کہا: ”میں پاکستان کی حمایت کرتا ہوں، میں کسی ایسے ملک کی خواہش نہیں رکھتا جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں دنوں کے لیے احترام کے جذبات موجود نہ ہوں۔“

#### ۱۲۔ ہندوؤں کے تعصب سے نجات:

ہندو بنیادی طور پر تعصب تھے، وہ مسلمانوں کی خوشنحالی، معاشری اور معاشرتی ترقی دیکھنی سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اگر یہ دل کے ساتھ مسلمانوں کی علیحدہ پہچان فتح کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمان اپنا شخص برقرار نہ رکھ سکیں۔ 1916ء میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے جدا گانہ انتخابات کے حق کو تسلیم کیا۔ مگر نمبر ور پورٹ 1928ء اور 1937ء سے 1939ء تک قائم رہنے والی کاگر لسی وزارتیوں کے مسلمانوں کے ساتھ سلوک نے یہ واضح کر دیا کہ ہندوؤں صرف تعصب ہیں بلکہ مسلمانوں کی خوشنحالی اُن کو ایک آنکھ نہیں بھاتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے ہندوؤں کے تعصب سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاکستان حاصل کیا۔

## ۱۳۔ کانگریس سے نجات:

1885ء میں ایک انگریز اے او ہوم نے ممبئی میں اٹھین بھٹل کانگریس کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی۔ حالانکہ اس جماعت کا بنیادی مقصد ہندوستانیوں کو ایک ایسا سیاسی پلیٹ فارم مہیا کرنا تھا۔ جہاں وہ اکٹھے ہو کر حکومت کو تجاویز پیش کر سکیں۔ مگر مختصرمدت میں یہ جماعت ہندوؤں کی سیاسی جماعت بن کر رہی گئی۔ سبی وجہ تھی کہ سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگریس سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کانگریس صرف ہندوؤں کے مفادات کے لیے کام کرے گی۔ 1905ء میں ہونے والی بیگانگل کی تقسیم کی کانگریس نے جس انداز میں مخالفت کی اُس نے یہ ثابت کر دیا کہ کانگریس خالعتاً ہندوؤں کی جماعت ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے نہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی بلکہ مسلمانوں کی اسی سیاسی جماعت نے پاکستان بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

## ۱۴۔ رام راج سے نجات:

ہندو قوم مذکور سے جنوبی ایشیاء میں رام راج کا خواب دیکھتی آرہی تھی۔ وہ صد یوں سے مسلمانوں کے حکوم چلے آ رہے تھے۔ انگریز وار دھوئے تو بھی ہندو حکوم ہی رہے۔ جنکے عظیم دوم میں انگریزوں کی فوجی قوت کو جرمنوں اور جاپانیوں نے چاہ کر دیا اور ان کے عکرانی کے دن پڑے ہوئے کوآئے تو ہندوؤں نے اپنی عدویٰ اکثریت کی بیان پر سوچا کہ وہ انگریز علمداری کے خاتمه کے بعد بر صیر کو بھارت بنا دیں گے اور اس سر زمین پر ہندو مت کا راج ہو گا۔ رام راج کے قیام کی باتیں شروع ہو گئیں اور کئی ہندو لیڈر ووں نے جلسوں میں اس مقصد کے حصول کے متعلق بیان دیئے تو مسلمانوں نے شدید خطرہ محسوس کیا۔ رام راج کی آمد اسلام اور اس کے پرستاروں کے لئے بر صیر میں جاہی کا پیغام تھی۔ اس لئے انہوں نے ہندو مت کے غلبہ سے بچنے کے لئے علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ اسلامی اصولوں پر منی اپنا نظام رائج کیا جاسکے۔

## ۱۵۔ انگریزوں سے نجات:

انگریزوں نے بر صیر کی حکومت مسلمانوں سے محنتی کی۔ اس لیے مسلمان چاہئے تھے کہ انگریز جب بر صیر کو خیر ہاد کہیں تو حکومت انہیں واپس کریں۔ لیکن مغربی جمہوریت کے تحت ہندو اکثریت کے مل بوتے پر اقتدار حاصل کرنے کے خواہشند تھے۔ انگریز نے مسلمانوں سے اقتدار چھین کر انہیں پہنچ کی طرف دھکیلنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے برطانوی سامراجیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے الگ طلن قائم کیا۔

## ۱۶۔ تاریخی ضرورت:

پاکستان کا مطالبہ کسی وقت یا جذبائی کیفیت کے تحت نہیں کیا گیا تھا بلکہ ملاقائی اور قوی اعتبار سے ایک ٹھوں تاریخی حقیقت اس کی بنیاد تھی۔ یہ نظری تفاصیات کا مملکت خداداد پاکستان وجود میں آتی۔ انسیوں صدی کے دوسرے حصے اور موجودہ صدی کے آغاز میں کئی شخصیتوں نے صلیبہ مسلم مملکت کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا۔ اسی لئے جدا گانہ مملکت کا تصور ابھرتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ مسلمان اس مطلق نقطہ پر تھوڑے چلے گئے کہ ان کے سیاسی، مذہبی، ثقافتی اور ملی تھنڈنے کے لئے علیحدہ، آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کا قیام ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل بیان ہے کہ بر صیر کبھی بھی ایک ملک کی حیثیت میں طویل عرصہ تک تھوڑی نہیں رہا۔ قائد اعظم نے 1941ء میں فرمایا:

”ہندوستان سرے سے کبھی ایک ملک نہیں رہا اور نہ کبھی یہاں ایک قوی حکومت قائم ہوئی ہے۔“

خواہ ہندوؤں کی حکومت ہو یا مسلمانوں کی، یہاں ہمیشہ شخصی اور مطلق الحstan حکومت رہی ہے۔  
آج بھی برطانوی ٹکنیکیں ہی ہندوستان کو جکڑ کر ایک جائے ہوئے ہیں۔ جس لمحے یہ ٹکنیکیں یہاں  
تے بہائی جائیں گی ہندوستان ایک جغرافیائی وحدت نہیں رہے گا۔

## ۱۷۔ پُر امن فضا کا قیام:

انہیوں صدی میں ہندوؤں کی آریا سماج، ہندوہما سماج، شدھی اور سکھن جیسی انتہا پسند اور مصحتانہ تحریکیں وجود میں آئیں۔ آریا سماج کا نزدیکی کرہ ہندوستان ہندوؤں کا ہے۔ اس لیے مسلمان ہندوؤت قول کر لیں۔ ورنہ ہندوستان چھوڑ دیں۔ شدھی تحریک نے مسلمانوں کو شدھی ہونے کی دعوت دی اور ہندوہما سماج نے مسلمانوں کو ہندوہنا نے کی راہ اپنائی۔ سکھن تحریک زبان سے زیادہ بزور بازو مسلمانوں کو ہندوہنا نے کی حاصل تھی۔ اس طرح جگہ جگہ ہندو مسلم فیدادات شروع ہوئے۔ جنہوں نے رفتہ رفتہ پورے بر صیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ تمہارے ہندوستان میں پُر امن فضا کا داخل ٹلاش کرنا بے سود ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے الگ وطن کا مطالبہ کر دیا۔ جہاں وہ امن و سکون سے رہ سکیں۔

## ۱۸۔ اسلام کا قلعہ:

پاکستان کے قیام کی غرض مخصوص مقامی اور علاقائی نہیں تھی بلکہ مسلمانان بر صیر نے پاکستان کی تخلیق عالمی سطح پر اسلام کے فروغ اور احکام کے لئے کی تھی۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنایا گیا تا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو۔ علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور پیش کیا۔ قائد اعظم نے 20 دسمبر 1946ء کو قاہرہ میں قیام پاکستان کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”پاکستان ہمارے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اگر اسلام پر اپنے گھروں میں آزاد رہیں تو انہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ آج کوئی بھی ایسی مسلم مملکت نہیں جو پوری طرح آزاد ہو۔ ایران بھی صدیوں کی آزادی کے بعد غلام بنا لیا گیا ہے۔ اس وقت تک دنیا کے مسلمان اور عرب حکومتیں صحیح محسنوں میں آزادی ہوں گی۔ جب تک پاکستان قائم نہیں ہوگا۔“

بعد ازاں متحہ مسلمان راہنماؤں کر قل قذافی اور شاہ فیصل نے پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دیا۔

## ۱۹۔ ملی یا قومی اتحاد:

مسلم ملت اگر چاہاں طیہدہ وجود قائم رکھنے میں کامیاب رہی۔ لیکن صدیوں تک ہندوؤں کے ہمراہ ایک ہی معاشرے میں رہنے کی وجہ سے بر صیر کے مسلمان ہندو رسم و رواج، تہذیب اور صیبوں سے متاثر بھی ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے اندر اختلافات، نسلی و لسانی جگہے اور علاقائی سوچیں موجود تھیں۔ اگر بیزوں کے جانے کے بعد اگر مسلمان اسی طے معاشرے میں رہنے تو رفتہ رفتہ ان کی جدا گانہ حیثیت غالب ہو جاتی اور ملی اتحاد کا وجود درہتا۔ قائد اعظم نے اللہ تعالیٰ کے نام پر مسلم ملت کو ایک جنمٹے تئے اکٹھا کیا اور نومبر 1945ء میں فرمایا:

”مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پر یقین رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ

”آن کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پر جم تئے جمع کیا جائے اور یہ پر جم پاکستان کا پر جم ہے۔“

## ۲۰۔ اتحادِ عالمِ اسلام:

بر صغیر کے مسلمان "اتحادِ بینِ اسلامیین" کے زبردست حامی تھے۔ انہوں نے اسلامی دنیا کے مسائل کو ہمیشہ اپنے مسائل اور ان کے فغم کو اپنا غم سمجھا۔ طرابلس اور بیت المقدس کی جنگوں میں مسلمانان ہند نے سامراجی قوتوں کے خلاف شدید روگیں کا انہما کیا۔ جب انگریزوں نے ترکی میں خلافت کو ختم کرنے کی کوشش کی تو ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریک خلافت شروع کر کے اسلامی اخوت کا بے مثال مظاہرہ کیا۔ بر صغیر کے مسلمانوں کا نظریہ تھا کہ اگر وہ علیحدہ طبع حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پاکستان نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہو گی بلکہ وہ عالم اسلام کے اتحاد کا مرکز ٹھابت ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان نے ایک مسلم نظریے کے تحت جنم لیا اگر یہ نظریہ نہ ہوتا تو یہ عظیم اسلامی مملکت وجود میں نہ آتی۔

## حاصل کلام:

قیام پاکستان کا اہم مقصد اسلام کی ترویج و اشاعت تھی۔ کیونکہ نظریہ پاکستان کی اصل بنیاد اسلامی نظریہ حیات پر رکھی گئی ہے۔ بر صغیر کے مسلمان نہ صرف انگریزوں سے آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ وہ اپنی معاشری، معاشرتی اور سیاسی ترقی بھی چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا تاکہ وہ ایک آزاد ملک میں ایک الگ قوم کی حیثیت سے اسلام کے اصولوں کو اپنا سکھیں اور ان پر کسی قسم کا کوئی مذہبی، سیاسی، سماجی یا معاشرتی دباو نہ ہو۔

اے قائد! ہم شرمende ہیں اپنا نہ سکے اعزاز تیرا  
وہ قوم ہوتی ہے بال و پر بنا تھا جسے شہباز تیرا  
تجدید وفا ہم کرتے ہیں اور آج یہ وعدہ کرنے ہیں  
اے قائد! ہم اپنا سکھ کے ہر قول تیرا، اعزاز تیرا

## س. 2۔ قائدِ اعظم کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: نظریہ یا آئینہ یا لوگی (Ideology) وہ تصور، مقصد یا نصب الحین ہے جس کے حصول کے لیے انسان اپنی جدوجہد کا آغاز کرتا ہے۔

## نظریہ کی تعریف:

نظریہ کی چند تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں:

"نظریہ سے مراد اپالائجہ عمل ہے جس کے زیر اثر اقوام سے لے کر افراد تک اپنی زندگیاں بسر کرنے ہیں"

"نظریہ عام طور پر کسی بھی سیاسی، سماجی یا معاشرتی تحریک کے ایسے لائجہ عمل کو کہتے ہیں جو واقعات اور حقائق کی روشنی میں کسی بھی قوم کا مشترکہ نصب الحین بن جائے"